# سمجھوتے کی راہ پر

۱۹۵۰

پبلیکیشنز ڈویژن منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ
گورنمنٹ آف انڈیا دہلی
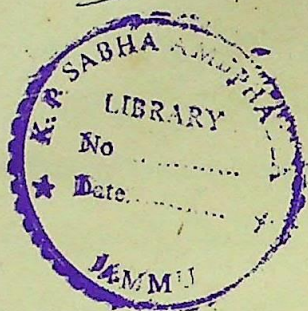
# معاہدہ

بھارت اور پاکستان کے پردھان منتریوں نے ۸ اپریل ۱۹۵۰ء کو جس معاہدے پر دستخط کئے اس کا مضمون نیچے درج ہے۔

(الف) بھارت سرکار اور حکومتِ پاکستان باضابطہ عہد کرتی ہیں کہ دونوں حکومتیں اپنی عملداری بھر میں اقلیتوں کے لئے مذہب کے فرق کے بغیر قانون و اخلاق کے تابع برابر کے شہری حقوق دیں گی۔ جان، مال، کلچر اور ذاتی عزت کی پوری حفاظت کریں گی۔ نقل و حرکت، پیشے، تحریر، تقریر اور عبادت کی آزادی کا یقین دلائیں گی۔ اقلیتوں کو اپنے ملک کی عام زندگی میں حصہ لینے، سیاسی یا کسی اور عہدہ حاصل کرنے یا ملک کے فوجی یا سول محکموں میں ملازمت کے لئے برابر کے مواقع میسّر ہوں گے۔ دونوں حکومتیں اعلان کرتی ہیں کہ اکثریت والے فرقے کے ساتھ حقوق کی حیثیت بنیادی ہے۔ اور وہ ان پر مؤثر طور پر عمل درآمد کریں گی۔ بھارت کے پردھان منتری نے اس بات کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے کہ بھارت کے قانون میں اقلیتوں کے تمام حقوق کی گارنٹی کر دی گئی ہے۔

پاکستان کے پردھان منتری نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ایسی ہی دفعات

اس قرارداد مقاصد میں درج ہیں جو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے پاس کی ہیں۔ دونوں سرکاروں کی پالیسی یہ ہے کہ یہ جمہوری حقوق تمام باشندوں کو بلا امتیاز یقینی طور پر حاصل ہوں

دونوں سرکاریں اس بات پر زور دینا چاہتی ہیں کہ اقلیتیں اپنی اپنی حکومت کی مطیع اور وفادار رہیں، اور اپنی مشکلات کا حل اپنی ہی سرکار سے چاہیں۔

(ب) پوربی بنگال، پچھمی بنگال، آسام اور تری پورہ جہاں حال ہی میں فساد ہوئے تھے نکاسیوں کے بارے میں دونوں سرکاروں میں طے ہوا کہ

۱۔ انھیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کی آزادی ہوگی اور سفر میں ان کی پوری حفاظت کی جائے گی۔

۲۔ نکاسیوں کو اپنی خواہش کے مطابق ذاتی مال و اسباب اور گھریلو سامان اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت ہوگی۔ منقولہ جائداد میں زیورات بھی شامل ہوں گے۔ ہر بالغ نکاسی زیادہ سے زیادہ ۱۵۰ روپے اور ہر بچہ ۷۵ روپے نقد اپنے ساتھ لے جاسکتا ہے۔

۳۔ نکاسی کو اپنے ذاتی زیورات، اور نقد روپے جو وہ ساتھ لے جانا نہیں چاہتا بنک میں جمع کروانے پر باضابطہ رسید دی جائے گی، اور جب ضرورت ہو تو اس تک انھیں پہنچانے کے لئے سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ نقدی کا مبادلہ سرکار کے مبادلۂ زر کے قاعدے کے تابع ہوگا۔

۴۔ کسٹم کے حکام کی طرف سے انھیں پریشان نہیں کیا جائے گا۔ اس غرض کے لئے متعلقہ سرکاروں کی آپس کی باہمی رائے سے خاص خاص کسٹم چوکیوں پر دوسری اقلیت کے میل ملاپ والے افسر مقرر کئے جائیں گے۔

۵۔ کسی نکاسی کی غیر منقولہ جائداد کے حق ملکیت یا حق قبضہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اگر اس کی غیر موجودگی میں ایسی جائداد پر کوئی قبضہ کرلے تو یہ جائداد اصل مالک کو واپس

دلائی جائے گی، بشرطیکہ وہ ۳۱ دسمبر ۱۹۵۰ء تک واپس آجائے۔ اگر نکاسی کاشتکار یا خود کاشت مالک ہو تو اس کو ۳۱ دسمبر ۱۹۵۰ء سے پہلے واپس آنے کی صورت میں زمین واپس دی جائے گی۔ ایسے لوگوں کے سلسلے میں جن کے متعلق حکومت یہ فیصلہ کرے کہ ان کی غیر منقولہ جائداد انھیں واپس نہیں دی جا سکتی، یہ معاملہ اقلیتوں سے متعلق کمیشن کو صلاح و مشورے کے لیئے سپرد کیا جائے گا۔

اگر مقررہ مدت میں نکاسی کے واپس آجانے پر بھی اس کی غیر منقولہ جائداد کی واپسی ممکن نہ ہو تو متعلقہ سرکار اس کو نئے سرے سے آباد کرنے کے لیے قدم اٹھائے گی۔

(۱) ایسے نکاسی کے معاملے میں جو واپس نہ آنے کا فیصلہ کر لے اس کی تمام غیر منقولہ جائداد اس کی ملکیت میں باقی رہے گی۔ اسے یہ دو ٹوک حق ہوگا کہ وہ اپنی غیر منقولہ جائداد کو دوسرے ملک کے کسی نکاسی کے ہاتھ بکری یا مبادلے کے ذریعے سے الگ کر دے۔ اقلیتوں کے تین نمائندوں اور حکومت کے نمائندہ صدر پر مشتمل ایک کمیٹی ایک جائداد کے ٹرسٹی کی حیثیت سے کام کرے گی۔ کمیٹی کو ایسی غیر منقولہ جائداد کی قانون کے مطابق کرایہ وصول کرنے کا اختیار ہوگا۔

پوربی بنگال، پچھمی بنگال، آسام، تری پورہ کی سرکاریں ایسی کمیٹیوں کے تقرر کے لیئے ضروری قانون جاری کر دیں گی۔

صوبائی یا ریاستی سرکاریں جیسی بھی صورت ہو ضلع افسروں یا دوسرے متعلقہ علاقوں کے افسروں کو یہ ہدایت کریں گی کہ وہ ان کمیٹیوں کے کام کاج میں ہر ممکن مدد دیں۔

ضمنی پیراگراف ان لوگوں کے لیئے بھی ہوگا جو حال کے فسادات سے پہلے لیکن ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد پوربی بنگال چھوڑ کر بھارت کے کسی علاقے میں یا پچھمی بنگال آسام یا تری پورہ سے پاکستان کے کسی علاقے میں چلے گئے ہیں۔ اس ضمنی پیراگراف

کے تحت جو انتظام ہوگا۔ وہ اُن لوگوں پر بھی لاگو ہوگا جو فرقہ وارانہ فسادات یا ان کے ڈر کی وجہ سے بہار چھوڑ کر پُوربی بنگال چلے گئے ہیں۔

(ج) صُوبہ پُوربی بنگال اور پچھمی بنگال۔ آسام اور تری پورہ کی ہر ریاست کے متعلق دونوں سرکاروں نے یہ بھی تہیہ کر لیا ہے کہ:۔

۱۔ وہ اپنے اپنے علاقوں میں امن بحال کرنے کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھیں گی۔ اور آئندہ فسادات کی روک تھام کے لئے مناسب قدم اٹھائیں گی۔

۲۔ دونوں سرکاریں اپنے اپنے علاقوں میں جان اور مال پر حملہ کرنے والے تمام مجرموں یا کسی اور طرح کا جرم کرنے والوں کو سزائیں دیں گی۔ جہاں روک تھام کے لئے ضروری ہوگا اجتماعی جرمانے کئے جائیں گے۔

۳۔ دونوں سرکاریں اپنے اپنے علاقوں میں لُٹی ہوئی جائدادوں کی واپسی کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گی۔

۴۔ دونوں سرکاریں اپنے اپنے علاقوں میں بھگائی ہوئی عورتوں کی واپسی کے لئے فوراً ایک ایجنسی قائم کریں گی جس میں اقلیت کے نمائندے بھی شامل کئے جائیں گے۔

۵۔ دونوں سرکاریں جبری تبدیلیٔ مذہب کو تسلیم نہیں کریں گی۔ فرقہ وارانہ فساد کے دنوں میں تبدیلیٔ مذہب کو جبری تبدیلیٔ مذہب مانا جائے گا۔ جن لوگوں کے متعلق یہ معلوم ہو جائے گا کہ انھوں نے کسی کو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا تھا اُنھیں سزائیں دی جائیں گی۔

۶۔ دونوں سرکاریں اپنے اپنے علاقوں میں فوراً ایک جانچ پڑتال کمیشن قائم کریں گی۔ یہ کمیشن حال کے فسادات کے اسباب اور ان کے پھیلاؤ کے متعلق جانچ پڑتال

کریں گے۔ اپنی رپورٹ میں وہ یہ بھی بتائیں گے کہ آئندہ ایسے فسادات کی روک تھام کے لیے کیا تدبیریں کی جائیں، ہائی کورٹ کا ایک جج اس کمیشن کا صدر ہوگا اور ایسے لوگ اس کے ممبر ہوں گے جن کی شرکت سے اقلیت میں بھروسا اور اطمینان پیدا ہو۔

۷۔ دونوں سرکاریں اپنے اپنے علاقے میں پریس، ریڈیو، کسی فرد یا ادارے کو ایسی خبروں یا شر انگیز خیال کی اشاعت کو پورے طور پر روکنے کے لیے قدم اُٹھائیں گی جو فرقہ وارانہ جذبات بھڑکانے کا باعث ہوں۔ جو لوگ ایسی حرکتوں کے مُجرم ہوں گے ان سے سخت سلوک کیا جائے گا۔

۸۔ دونوں سرکاریں اپنی عملداری میں کسی ایسے پراپیگنڈے کی اجازت نہیں دینگی جو دوسری عملداری کی علاقائی سالمیت کے خلاف ہو یا جس کا مقصد دونوں کو لڑائی پر اکسانا ہو۔ اور جو شخص یا ادارہ ایسے پراپیگنڈے کا مجرم ثابت ہوگا اس کے سخت خلاف کارروائی کی جائے گی۔

(د) معاہدے کے پیراگراف (ج) کے تحتی پیراگراف ۱-۲-۳-۴-۵-۷-اور ۸ عام حیثیت کے ہیں اور ضرورت کے لحاظ سے پاکستان یا بھارت کے کسی علاقے پر بھی چسپاں ہو سکتے ہیں۔

(ہ) دونوں سرکاروں نے اعتماد بحال کرنے کی خاطر تاکہ شرنارتھی اپنے اپنے گھروں کو واپس جا سکیں یہ فیصلہ کیا ہے کہ (۱) دونوں سرکاروں کا ایک ایک وزیر ضروری مُدت کے لیے فساد زدہ علاقوں میں تعینات کیا جائے (۲) یو۔ پی بنگال، پچھمی بنگال اور آسام کی وزارتوں میں اقلیتی فرقے کا ایک ایک نمائندہ شامل کیا جائے۔ آسام کی وزارت میں اقلیت کا نمائندہ پہلے سے موجود ہے۔ پور بی اور پچھمی بنگال کی وزارتوں میں موجودہ تقرر فوراً ہی عمل میں لائے جائیں۔

(ر) اس معاہدے کے عمل درآمد میں امداد دینے کی خاطر دونوں سرکاروں نے دفعہ ۸ میں مندرجہ وزیروں کے تقرر کے علاوہ پُوربی بنگال، پچھمی بنگال اور آسام میں ہر ایک صوبے کے لیے الگ الگ اقلیتی کمیشن مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ کمیشن حسب ذیل طریق پر مقرر کئے جائیں گے اور ان کے فرائض یہ ہوں گے۔

۱۔ ہر ایک کمیشن کا صدر متعلقہ صُوبے یا ریاست کا ایک وزیر ہوگا۔ پوربی بنگال، پچھمی بنگال آسام کی اقلیت اور اکثریت کا ایک ایک نمائندہ اس میں شامل ہوگا۔ ان نمائندوں کا انتخاب صوبے یا ریاست کی قانون ساز سبھاؤں کے نمائندے خود اپنے میں سے کریں گے۔

۲۔ بھارت اور پاکستان کی سرکاروں کے دو وزیر کسی کمیشن کے کسی اجلاس میں شامل ہو اور اس میں حصہ لے سکیں گے۔ ایک اقلیتی کمیشن کا یا کوئی سے دو اقلیتی کمیشنوں کا مشترکہ اجلاس اس وقت ہوگا جب اس معاہدے کے اطمینان بخش عمل درآمد کی خاطر دونوں مرکزی وزیروں میں سے کوئی اس کی ضرورت سمجھے گا۔

۳۔ ہر ایک کمیشن اپنے فرض کو مناسب طریق پر انجام دینے کے لئے اپنی ضرورت کے مطابق عملہ مقرر کرے گا۔ اور اپنا ضابطہ خود مقرر کرے گا۔

۴۔ دسمبر ۱۹۴۸ء کے انڈو پاکستان معاہدے کے مطابق قائم کئے ہوئے اقلیتی بورڈوں سے مل کر ہر ایک کمیشن اضلاع اور چھوٹے انتظامیہ ہیڈ کوارٹروں میں اقلیتوں کیساتھ اپنا تعلق قائم رکھیگا۔

۵۔ پوربی اور پچھمی بنگال میں دسمبر ۱۹۴۸ء کے معاہدے کے تحت جو صوبائی اقلیتی بورڈ مقرر کئے گئے تھے اب ان کے عوض مذکورہ بالا اقلیتی کمیشن کام کریں گے۔

۶۔ مرکزی حکومتوں کے دونوں وزیر وقتاً فوقتاً ان اشخاص یا جماعتوں کے ساتھ صلاح مشورہ کیا کریں گے جن سے مشورہ وہ ضروری خیال کریں۔

۷۔ اقلیتی کمیشن کے فرائض یہ ہوں گے۔

(الف) اس معاہدے کے عملدرآمد کو نگاہ میں رکھے اور اس کے بارے میں رپورٹ کرے اور اس کے لئے معاہدے کی خلاف ورزی یا کوتاہی کو سماعت میں لائے۔

(ب) کمیشن کی سفارشات کے مطابق کارروائی کے باب میں مشورہ دے۔

۸۔ جب ضرورت پڑے ہر ایک کمیشن صوبائی یا ریاستی سرکاروں کو اپنی رپورٹ پیش کرے۔ ان رپورٹوں کی ایک ایک نقل مذکورہ بالا دفعہ میں مندرجہ مدت کے دوران میں دونوں مرکزی وزیروں کو بیک وقت بھیجی جائیں گی۔

۹۔ بھارت اور پاکستان کی سرکاریں اور ریاستی اور صوبائی سرکاریں عام طور پر ان سفارشات پر عمل کریں گی جو ان سے متعلق ہوں گی، بشرطیکہ ان سفارشات کی حمایت دونوں مرکزی وزیروں کی طرف سے ہو۔ دونوں مرکزی وزیروں میں اگر اختلاف رائے ہو تو معاملہ بھارت اور پاکستان کے پردھان منتریوں کو پیش کیا جائے گا جو یا تو خود اس کا فیصلہ کریں گے یا اس کے فیصلے کے لئے مطلوبہ ایجنسی یا ضابطہ مقرر کریں گے۔

۱۰۔ تری پورہ کے بارے میں دونوں مرکزی وزیر خود کمیشن کا کام کریں گے۔ اور وہ تمام فرائض انجام دیں گے جو اس معاہدے کی رو سے پوربی پچھمی بنگال اور آسام کے اقلیتی کمیشنوں کے سپرد ہیں۔

(د) دسمبر ۱۹۴۸ء کا انٹر ڈومینین معاہدہ نافذ رہے گا سوائے ان صورتوں کے جہاں اس معاہدے سے ترمیم ہوگئی ہو۔

جواہر لال نہرو
پردھان منتری بھارت

لیاقت علی خاں
پردھان منتری پاکستان

نئی دہلی ۸ اپریل سنہ ۱۹۵۰ء

مسٹر لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان کی اُس نشری تقریر کا اقتباس جو پاکستان ریڈیو کراچی سے ۱۰ اپریل ۱۹۵۰ء کو نشر کی گئی

میرے لئے یہ بات بڑے اطمینان کا باعث ہے کہ ہماری گفتگو ایک دوستانہ ماحول میں ہوئی ............

اس معاہدے کے دو پہلو ہیں۔ پہلے پہلو کا تعلق ان مسائل سے ہے جو عموماً دونوں ممالک میں اقلیتوں کو پیش آتے ہیں، یعنی وہ مسائل جو بنیادی حقوق کی حفاظت اور اُن اقدامات سے وابستہ ہیں جن سے دونوں ملکوں کے کسی حصّے میں بھی فرقہ وارانہ بدامنی کو روکا جا سکتا ہے۔ دوسرے پہلو کا تعلق ان خاص مسائل سے ہے جو اس وقت مغربی بنگال، آسام، تری پورہ اور مشرقی پاکستان میں اقلیتوں کو درپیش ہیں، یعنی اقلیتوں کے دل سے خوف و ہراس دُور کیا جانے اور ایسے حالات پیدا کئے جائیں جن سے موجودہ نکاس بند ہو جائے، اعتماد کی فضا پیدا ہو اور مہاجرین اپنے اپنے گھروں کو واپس جا سکیں۔

مُعاہدے میں جن بُنیادی حقوق کا بار بار اعادہ کیا گیا ہے وہ پاکستان آئین ساز اسمبلی میں پاس کی ہوئی قرارداد مقاصد کے اصولوں کے ساتھ

پوری طرح مطابقت رکھتے ہیں۔ قرارداد مقاصد کی رُو سے ہر شخص کو بلا امتیاز مذہب برابر شہری حقوق حاصل ہیں اور ان شہری حقوق میں جان و مال، ذاتی عزّت اور تمدّن کی تمام وہ حفاظت شامل ہے جو حکومت پاکستان پر فرض کی حیثیت سے عائد ہوتی ہے۔ ہر شہری کا یہ حق ہے کہ وہ جہاں چاہے جائے، جہاں چاہے رہے، قانون اور اخلاقِ عامہ کے تحت جو مذہب چاہے، اختیار کرے پرستش کا جو طریقہ وہ اپنے لئے چاہے منتخب کر سکتا ہے۔ اُسے اپنے ملک کی خدمت کرنے کے بھی وہی مواقع حاصل ہیں جو دُوسرے شہریوں کو حاصل ہیں۔

دونوں حکومتوں نے دوبارہ اس امر کی تصدیق کی ہے کہ اقلیّتوں کو ان حقوق سے مستفید ہونے کی مکمّل گارنٹی دی جاتی ہے۔ ساتھ ہی اس اہم ترین اصول کی اہمیت پر دوبارہ زور دیا گیا ہے کہ اقلیّتوں کو صرف اس ملک کا وفادار ہونا چاہیئے جس کے وہ شہری ہیں اور اُنہیں اپنی مشکلات اور تکالیف رفع کرانے کے لئے اپنے ملک کی حکومت سے رجوع کرنا چاہیئے۔ اس نظریے کا اعادہ اس لئے ضروری سمجھا گیا ہے کہ سیاسی اور فرقہ وارانہ شرارت کی وجہ اس بنیادی اصول کو تسلیم نہ کرنے کا نتیجہ ہوتی ہے۔

ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ جو لوگ جھوٹی افواہیں پھیلاتے ہیں، بدامنی میں حصّہ لیتے ہیں یا کسی شخص یا سامان کو نقصان پہنچانے کے جُرم کا ارتقاب کرتے ہیں اُنہیں شدید سزا دی جائے۔ اس قسم کا پروپیگنڈا خواہ وہ زبانی کیا جائے خواہ اخبارات یا ریڈیو کے ذریعے سے، دبا دیا جائے۔ کسی بھی ملک کی علاقائی سالمیت کے خلاف یا دو ملکوں میں جنگ کرانے کی نیّت سے کسی قسم کا پروپیگنڈا جاری ہو اُسے روکنے کے لئے خاص کوشش کی جائے۔ معاہدے میں یہ بھی درج

ہے کہ جبری تبدیلیٔ مذہب کو تسلیم نہ کیا جائے اور اغواشدہ عورتوں کی بازیابی کے لئے ایک ایجنسی کا قیام عمل میں لایا جائے۔

مغربی بنگال، آسام، تری پورہ اور مشرقی پاکستان میں اقلّیتوں کی بے اطمینانی کے پیشِ نظر جس کا نتیجہ لوگوں کے اپنے گھربار سے نکاس کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ دونوں ممالک کی مرکزی حکومتیں فساد زدہ علاقوں میں ایک ایک وزیر بھیجیں جو نہ صرف اقلّیتوں میں اعتماد بحال کرنے میں امداد دیں بلکہ معاہدے کی دفعات پر عمل درآمد کروانے میں بھی حکومت کی مدد کریں۔ موجودہ اقلّیتی بورڈوں کی جگہ اقلّیتی کمیشن مقرر کئے جائیں۔ یہ کمیشن معاہدے پر عمل درآمد کے متعلق وقتاً فوقتاً اپنی رپورٹیں پیش کرتے رہیں گے اور ان مشکلات کا حل تجویز کرتے رہیں گے جو معاہدے پر عمل کرنے کے دوران میں پیدا ہوتی رہیں گی۔ وہ تمام امور جن پر مرکزی حکومتوں کے دونوں وزیر متفق ہوں گے، دونوں حکومتوں کو قابل قبول ہوں گے۔ اگر دونوں میں کوئی اختلاف رائے ہوگا تو پنڈت جواہرلال نہرو اور میں اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں گے

× × × × ×

ابھی ایک چیز باقی ہے جس کا خاص طور پر ذکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اکثر اوقات اس اندیشے کا اظہار کیا گیا ہے کہ چونکہ پاکستان ایک اسلامی حکومت ہے اس لئے یہاں اقلّیتیں منصفانہ برتاؤ کی توقع نہیں کر سکتیں۔ یہ اندیشے بالکل بے بنیاد ہیں۔ جس شخص نے بھی پاکستان اسمبلی میں پاس کی ہوئی قراردادِ مقاصد کا بغور مطالعہ کیا ہے اُس پر یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی ہو گی کہ جس نظریے پر حکومت پاکستان کی تعمیر کی گئی ہے اُس کی بنیاد اس آزادی، مساوات اور سماجی

انصاف پر ہے جو ہر شہری کو بلا امتیاز مذہب حاصل ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آئندہ ان بے بنیاد اندیشوں کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔

x x x x x

معاہدے میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جنگ چھڑ جانے کے پروپگنڈے کو دبا دینا نہایت ضروری ہے۔ دونوں حکومتوں نے تہیہ کر لیا ہے کہ وہ نہ صرف فرقہ وارانہ بدامنی کو دبا دیں گی بلکہ غلط افواہوں اور جھوٹے پروپگنڈے کو روکنے کی بھی پوری کوشش کریں گی۔ مجھے اُمید ہے کہ اس معاہدے پر عمل درآمد ہونے کی صورت میں اقلیتوں کی تکالیف بہت حد تک ختم ہو جائیں گی اور وہ نہ صرف اپنا گھر بار چھوڑنے کا خیال ترک کر دیں گی بلکہ جو اپنے گھروں کو چھوڑ کر جا چکی ہیں وہ بھی واپس آ جائیں گی۔

ہمیں یہ بات نہ بھولنا چاہیئے کہ فرقہ وارانہ جھگڑے اور مہذب مُتمدّن اور ترقّی پسندانہ طریقۂ زندگی دو متضاد چیزیں ہیں۔ یہ بنی نوع انسان کو حیوانوں کی سطح پر لے آتی ہیں اور انسانوں کے دل میں اُونچے ارادوں کی جگہ مایوسی اور شکست خوردگی کا بیج بو دیتی ہیں، یہ فراخدلی اور وسیع القلبی کی جگہ نفرت اور بُغض کی پرورش کرتی ہیں۔

موجودہ معاہدہ پنڈت جواہر لال نہرو اور میرے درمیان بڑی احتیاط سوچ بچار اور دوستانہ ماحول میں ایک دوسرے کے نظریات کو سمجھنے کے بعد مکمّل ہوا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ بات چیت کرنے کے بعد مجھے اس امر کا اطمینان ہے کہ وہ اقلیتوں کے جان، مال اور تمدّن کی پوری طرح حفاظت کریں گے۔ مجھے یہ بھی اُمیّد ہے کہ پنڈت جی کو بھی اس امر

کے متعلق اطمینان ہے کہ میں بھی اس سلسلے میں پاکستان میں اقلیتوں کے جان،
مال اور تمدّن کی پوری طرح حفاظت کروں گا۔

اب مجھے ایک بات اقلیتوں سے بھی کہنا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہیں اپنے
دل سے شک و شبہ اور ڈر کو نکال دینا چاہیئے اور اکثریت پر اعتماد کرنا
چاہیئے۔ جب تک اقلیتیں یہ روّیہ اختیار نہیں کرتیں صورت حال پر مؤثر طریقے
سے قابو پانا مشکل ہے۔ اعتماد سے اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ اگر اقلیتیں اکثریت پر
پوری طرح اعتماد کرنا شروع کر دیں تو حالات تبدیل ہونے میں بہت
دیر نہیں لگے گی۔

× × × × ×

میں پاکستانیوں کو قائد اعظم مرحوم کا وہ وعدہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں
جو انہوں نے اقلیتوں سے کیا تھا۔ قائد اعظم نے فرمایا تھا کہ "اقلیت کے فرقے
کے لوگوں کو پاکستان کے شہری ہونے کی حیثیت میں وہی حقوق حاصل
ہوں گے جو مسلمانوں کو"۔ اس وعدے کو پورا کرنا ہمارا مقدّس فرض ہے۔
مسلمانوں کی حیثیت میں خدا اور اس کے رسول کی طرف سے ہم پر یہ فرض
عائد ہوا ہے کہ ہم انصاف اور صداقت کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ یہی
نجات کا واحد راستہ ہے۔ اسلام نے ہر مسلمان کے لئے اقلیت کے جان، مال اور
عزّت کا تحفظ فرض قرار دیا ہے۔ اگر اسے اس کے لئے اپنی جان تک قربان
کرنا پڑے تو بھی اسے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

حکومت پاکستان اس معاہدے کو عملی طور پر کامیاب بنانے کے لئے
مصمّم ارادہ کر چکی ہے لیکن وہ اپنے اس مقصد میں فقط اس صورت میں کامیاب

ہو سکتی ہے جب اسے ہر پاکستانی کا مکمّل تعاون حاصل ہو اور اقلیّتوں کے ساتھ اس کا سلوک شریفانہ اور منصفانہ ہو۔

پاکستان کے تحفّظ اور کامیابی کا مدار اہلِ پاکستان کے طرزِ عمل پر ہے ان کا مقصد اور ان کا طریقِ کار ایک ہو اور وہ مضبوط ارادے کے ساتھ سچائی کے راستے پر گامزن ہوں۔ کسی غیر منصف قوم نے آج تک دُنیا میں ترقّی نہیں کی۔ بے انصافی کا راستہ اکثر آسان نظر آتا ہے لیکن یہ راستہ ہمیشہ تباہی کو لے جاتا ہے۔ صداقت کا راستہ ایک مشکل اور کٹھن راستہ نظر آتا ہے لیکن یہ دائمی مسرّت کی منزلِ مقصود کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یہ وہ سبق ہے جو اسلام ہمیں پڑھاتا ہے اور اس پر عمل کرنا ہمارا فرض ہے۔

x x x x x

مجھے اُمیّد ہے کہ یہ معاہدہ بھارت اور پاکستان کے درمیان خوش گوار تعلّقات کا ایک نیا باب کھول دے گا اور ایک مستقل دوستی کا پیش خیمہ ثابت ہو گا۔ یہ معاہدہ ایک ایسے دَور کی بنیاد رکھے گا جس میں ہم اپنے ان باہمی جھگڑوں کا خود ہی تصفیہ کر سکیں گے جو دونوں ملکوں میں رنجش کا باعث بن رہے ہیں۔ پاکستان فقط امن اور دوستی کا خواہاں ہے۔ یہ ہماری دلی تمنّا ہے کہ اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ ہمارے تعلّقات بہت دوستانہ ہوں۔ ہم ہمیشہ اس بات کی کوشش میں رہیں گے کہ بھارت کے ساتھ ہمارے تعلّقات ایسے ہوں کہ ہم اپنے تمام مسائل کا پُرامن طریقے سے حل تلاش کر سکیں۔ کیوں کہ اسی بات میں دونوں ملکوں کی نجات پوشیدہ ہے۔

## پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم کی تقریر کا اقتباس جو ۱۰ اپریل کو آل انڈیا ریڈیو نئی دہلی سے نشر کی گئی

ہم نہایت مشکل اوقات میں سے ہو کر گذر رہے ہیں۔ بنگال میں لاکھوں اشخاص کو اپنا گھر بار چھوڑ کر ناقابلِ برداشت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ لاکھوں کو غیر محفوظ اور پُر خطر حالات میں زندگی کے دن کاٹنے پڑے۔ مشرقی بنگال، مغربی بنگال اور آسام کی جنتا اور شرنارتھیوں کے بڑے قافلوں نے تو سخت مصیبتیں اٹھائی ہیں۔ ہم بھی ان کے اثرات سے نہیں بچ سکے۔ ہم جہاں کہیں بھی تھے سب کو دلی رنج ہُوا۔ اور ان رنج و غم کے جذبات سے ہمارے خیالات میں ایک طوفان اٹھا۔ جس سے ہم نے مجنونانہ فعل کیے۔ ہمیں ایسا محسوس ہُوا کہ ہمارے لنگر ٹوٹ چکے ہیں۔ اور ہم اندھوں کی طرح کسی نامعلوم مستقبل کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ لیکن خوش قسمتی سے مزید تکالیف میں پڑنے سے پہلے ہی ہم سنبھل گئے۔

x x x x x

اس سمجھوتے کی وقعت کیا ہے۔ یہ کہاں تک عمل میں آ سکے گا۔ یہ بنگال اور آسام کے مُصیبت زدہ علاقوں اور دوسرے مقامات میں امید اور حفاظت کے قیام میں کس حد تک مددگار ثابت ہوگا۔ کیا اس سے ان اُلجھنوں کا حل ہو

سکے گا۔ جو ہمیں در پیش ہیں؟ یہ سوالات دریافت کیے جاتے ہیں۔ اور بجا طور پر دریافت
کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ سمجھوتہ صرف کاغذ پر ہی رہ سکتا ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں
کہ بہت سے دوسرے سمجھوتے صرف کاغذ پر ہی رہ گئے۔

میں ان سوالات کا ایک یہی جواب دینا چاہتا ہوں۔ کہ صرف سمجھوتے کی بات
بھی بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اور ہمیں اس کو خوش آمید کہنا چاہیئے۔ کیونکہ اس
سے لوگوں کا دل تخریبی کاموں سے ہٹ کر تعمیری کاموں کی طرف مائل ہوتا ہے
دوسرے میں پوری ایمانداری اور یقین کے ساتھ آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ ہم
دونوں اس الجھن کو پُر امن اور تسلی بخش طور پر حل کرنے کی دلی خواہش صورت حالات
کی اہمیت اور واقعات کی شدت کو سامنے رکھ کر ہی اس بات چیت کے لئے طیار
ہوئے تھے۔ مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کہ پاکستان کے پردھان منتری شری
لیاقت علی خاں اس سمجھوتے کو عمل میں لانے اور پاکستان میں اقلیتوں کے [illegible]
باحفاظت اور ان کی روزمرہ کی زندگی کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنا پورا اثر و رسوخ استعمال
کریں گے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ میری گورنمنٹ اس سمجھوتے کو حرف بحرف عمل
میں لانے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گی۔

ہم ایک سیڑھی تو چڑھ چکے۔ مگر ابھی کئی سیڑھیاں چڑھنی ہیں۔ ہمارے سامنے
جو بے شمار مشکلات ہیں۔ میں ان کو کم کر کے دکھانا نہیں چاہتا۔ لیکن اگر ہم سب مل
کر ان کو حل کرنے کا پکا ارادہ کر لیں تو آخر میں ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ اس لئے
میں نے پورے یقین کے ساتھ دل کھول کر کہہ دینے کی جرأت کی ہے۔ لگ بھگ
پچھلے تیس سالوں میں مجھے اپنے لاکھوں بھائیوں سے ملنے کی عزت افزائی حاصل
ہوئی ہے۔ اور انہوں نے اپنے دلی پریم اور وشواس سے مجھے نوازا ہے۔ میرا

ان کے اس فرض سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا ۔ فتح شکست اور سُکھ دُکھ کے موقعوں پر اس مضبوط ہمدردانہ اُلفت کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کو سمجھ سکے۔ جس وقت ہمارے سب سے بڑے نیتا راشٹرپتا ہمارے ساتھ تھے ۔ اُس وقت بھی کبھی کبھی ہم ٹھوکر کھا کر گر جاتے تھے لیکن ان کے اپدیش سے پھر سنبھل جاتے تھے اس لئے میں مستقبل کے متعلق پُر اُمید ہوں ۔ لیکن اس وقت نہ تو پُر اُمید ہونے کا کوئی موقعہ ہے ۔ اور نہ نا اُمید ہونے کا ہی ۔ ہم نے جو کام ہاتھ میں لیا ہے اسے مضبوطی اور بلند حوصلگی سے پُورا کرنے کے لئے آگے بڑھنا ہے ۔ ہمیں اس یقین کے ساتھ آگے قدم بڑھانا ہے ۔ کہ ماضی میں بھی ہم نے بیشمار مشکلات پر قابو پایا ہے ۔ اور آیندہ بھی اسی طرح ان پر قابو پاتے رہیں گے ۔

آپ اس سمجھوتے کا باریکی سے جائزہ لے کر اس کے کچھ حصّوں پر نکتہ چینی تو کر سکتے ہیں ۔ لیکن اس کی اصلی اہمیت تو وہ جذبہ ہے ۔ جو اس کے اندر پوشیدہ ہے ۔ اس جذبے کے بغیر تو یہ سمجھوتہ محض ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے ۔ اگر یہ جذبہ ہی اس سمجھوتے کو زندگی بخشنے والا ہے ۔ تو یہ سمجھوتہ ہماری اُلجھنوں کو نئے ڈھنگ سے سلجھنے کا آغاز سمجھا جا سکتا ہے ۔ اور یہ آغاز بالآخر کامیاب ہو کر رہے گا ۔

x x x x x

پاکستان کیا کرے گا ؟ کیا وہ سمجھوتے کو عمل میں لائے گا ؟ اکثر یہی سوال پوچھا جاتا ہے ۔ مجھے یقین ہے ۔ کہ پاکستان کے لیڈر اپنی طاقت کے مطابق اس سمجھوتے کو عمل میں لانے کا جتن کریں گے ۔ لیکن یہ سوال ہی کیوں کیا جائے ۔ کہ دوسرے

اشخاص کیا کریں گے۔ ہمیں تو اپنے فرض کو پورا کرنا ہے۔ اور اچھی طرح فرض ادا کرنے سے اچھے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ یہ صرف گاندھی جی ہی کی نہیں۔ بلکہ ان سے پہلے کے بھی تمام رشیوں اور بزرگوں کی تعلیم ہے۔ جن کا ہماری پرانی قوم کے خیالات پر نہ مٹنے والا اثر ہے۔

اس سمجھوتے سے میں ایک دم کسی بڑی تبدیلی کی اُمید نہیں کرتا۔ اور نہ میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ یہ وسیع پیمانے پر نقل آبادی رُک جائے گی۔ کیونکہ بہت سے لوگ بے گھر ہو کر سفر ہجرت اختیار کر چکے ہیں۔ میں یہ بھی اُمید نہیں کرتا۔ کہ چھوٹے چھوٹے واقعات یک دم رُک جائیں گے۔ اس طرح کی تبدیلی یکدم نہ ہونے سے ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اور نہ اپنا دماغی توازن ہی کھونا چاہیئے۔ مجھے اُمید ہے کہ ایک نئی اور پاکیزہ فضا پیدا ہو گی جو آہستہ آہستہ لوگوں کے دلوں پر اثر ڈالے گی اور ان زہریلی ذہنیتوں کو دُور کرے گی۔ جن کی وجہ سے انہیں نقصان اُٹھانا پڑا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ پہلے تو یہ تبدیلی آہستہ آہستہ اور بعد میں تیزی سے عمل میں آئے گی۔ اور آخر میں ایک بڑی تبدیلی رُونما ہو گی۔

لیکن تبدیلیاں خود بخود ظہور پذیر نہیں ہوتیں۔ اور اگر تقدیر بھی کوئی چیز ہے۔ تو وہ بھی لوگوں کے دماغوں اور کاموں کے ذریعے ہی اپنا اثر دکھاتی ہے اگر آپ اور میں یہ تبدیلی لانے کے لئے عہد کر لیں۔ تو یہ تبدیلی ہو گی۔ اور ضرور ہو گی۔ ہم نے بہت دنوں تک ان معاملات اور الجھنوں کی پرواہ نہیں کی۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم ان کا اس طرح سے سامنا کریں۔ جس طرح ہم اپنی پرانی الجھنوں کا کرتے رہے ہیں۔ اصول پر جمے رہنے کا عزم کریں۔ اور یہ یقین رکھیں کہ کوئی بھی طاقت ہمیں آگے بڑھنے سے نہیں روک سکتی۔

ہمارے زیادہ تر عوام اور غیر ملکوں نے اس سمجھوتے کا سواگت کیا ہے۔ کچھ دوستوں نے اس پر نکتہ چینی کی ہے۔ اور اس کے نتائج کے متعلق شک کا اظہار کیا ہے۔ میں اس نکتہ چینی اور شک کو سمجھتا ہوں۔ اور ان سے کہوں گا۔ کہ وہ واقعات کی رفتار کو دیکھ کر ہی اس سمجھوتے پر نکتہ چینی کریں اور سوچیں کہ موجودہ حالات میں اس الجھن کا دوسرا حل کیا ہو سکتا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ سمجھوتہ اچھا ہے اور اس سے بنگال کے مصیبت زدوں کو جلدی ہی کچھ سہارا ملے گا۔ مجھے یہ بھی وشواس ہے۔ کہ صحیح راستے کی طرف بڑھنے کا یہ ابتدائی قدم بن سکتا ہے۔ ہم نئی سمت کی طرف آگے بڑھے ہیں۔ گو ہمارا راستہ پر خطر اور مشکل ہے۔ لیکن یہ درست منزل کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ ہمیں اس راستے پر چلنا ہو گا۔ تاکہ ہم اندھیرے جنگل سے نکل کر باہر سورج کی روشنی میں پہنچ سکیں۔

x x x x x

اپنے بنگال کے دوستوں اور ساتھیوں سے میں خاص طور پر اپیل کروں گا کیونکہ اگرچہ سبھی صوبوں کا ان معاملات سے تعلق ہے لیکن ظاہراً اس کا تعلق بنگال سے بہت زیادہ ہے اور ان الجھنوں کا بہت بڑا اثر اس پر ہی پڑا ہے۔ ماضی میں کئی مصیبتوں کے موقعوں پر بنگال نے ہمت نہیں ہاری۔ اور اس نے حوصلہ مندی اور طاقت کے ساتھ ان کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہے۔ قومی تعمیر کے نقطہ نگاہ سے بنگال کے نوجوان مرد اور عورتیں بھارت میں سب سے زیادہ ہونہار ہیں۔ بدقسمتی سے حالات نے انہیں مناسب موقعہ نہیں دیا۔ اس لئے ان میں نا امیدی اور اس سے پیدا شدہ رنج و غم کے جذبات ہیں۔ ہمیں اس نا امیدی اور رنج و غم کو دور کرنا ہو گا۔ اور بنگال کی طاقت و لیاقت کو تعمیری کام میں لگانا ہو گا۔ اس سمت میں

پہلی کوشش یہ ہونی چاہیئے۔ کہ آج کی اس الجھن کا وفاداری اور وشواس کے ساتھ سامنا کیا جائے۔ اور کمزور کرنے والے شک کا آسرا نہ لیا جائے۔ میں نے بنگال کا ذکر خاص طور پر کیا ہے۔ کیونکہ بڑا معاملہ مشرقی اور مغربی بنگال کا ہی ہے۔ اس طرح میں آسام اور اپنے صوبے اتر پردیش کے متعلق کچھ کہوں گا۔ اتر پردیش کے دیہات اور شہروں میں میری جوانی کے دن گزرے ہیں۔ اور اس بات سے مجھے دُکھ ہوتا ہے۔ کہ جہاں آزادی کے لئے بہادرانہ لڑائیاں لڑی گئیں۔ وہاں بھی اس قسم کے جھگڑے ہوں مجھے پختہ یقین ہے۔ کہ وہاں اور دوسرے مقامات پر بھی اس قسم کے تکلیف دِہ واقعات ختم ہو گئے ہیں۔

x x x x x

اخباروں پر بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔ حکومت مختلف طریقوں اور سختی سے اپنا کام چلا سکتی ہے۔ لیکن بہت کچھ اس امر پر بھی منحصر ہے کہ اخبارات کس طرح اپنے فرض کو پورا کرتے ہیں۔ اور عوام کی کس طرح رہنمائی کرتے ہیں مجھے یقین ہے کہ اس بڑی کوشش کو صحیح طور پر کامیاب بنانے میں وُہ پورے طور پر تعاون کریں گے۔

مشکل اور پیچیدہ الجھنیں پیدا ہونے پر ہی کسی قوم اور اس کے عوام کا امتحان ہوتا ہے۔ آرام کی زندگی تو ہر شخص گزار سکتا ہے۔ لیکن امتحان کے وقت ہی عوام کی قابلیت اور ناقابلیت پہچانی جاتی ہے۔ پہلے موقعوں پر ہمارے ہموطنوں نے اپنی قابلیت کے جوہر دکھلائے ہیں۔ اور وُہ بڑے کام کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ہمیں وُہ پرانے جذبات، وُہی پرانی اصول پرستی اور وہی پرانا حوصلہ اور وشواس حاصل کر کے بلند انسانیت کا ثبوت دینا چاہیئے۔

## پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم کے اس بیان کا اقتباس جو ۱۰ اپریل کو پارلیمنٹ میں دیا گیا

مجھے پوری امید ہے کہ یہ ہاؤس اور ملک اس معاہدے اور اس پالیسی کی جو اس کے تحت کام کر رہی ہے پوری حمایت کرے گا۔

ماضی میں ہم نے کئی معاہدے کئے اور ان کی خلاف ورزیاں ہوئیں لیکن میرا خیال ہے بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ یہ خاص معاہدہ اپنی مدون اور وقت کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ہمارے مستقبل کا مدار اس بات پر ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کس حد تک اس معاہدے کی تعمیل کرتے ہیں۔

پچھلے ہفتوں اور مہینوں میں ملک بھر کو اور خاص کر بنگال کو افسوسناک واقعات اور تباہی کا سامنا کرنا پڑا اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے کہ لوگ مشتعل ہوئے اور جنون کے عالم میں بے قابو ہو گئے لیکن جو تباہی ہوئی اور جن افسوسناک واقعات کا شکار لاتعداد لوگ ہوئے وہ ایک اور بڑی تباہی کا پیش خیمہ معلوم ہو رہے تھے۔ پاکستان کے پردھان منتری کے ساتھ اہم مسئلوں پر بحث

کے دوران میں میری آنکھوں کے سامنے مغموم ۔ خوف زدہ اور خانماں برباد شرنارتھیوں
کا ایک ایسا نہ ختم ہونے والا قافلہ گھومتا رہا جو آنے والے نامعلوم اور تاریک
زمانے کی طرف بڑھ رہا ہو ۔ ان کی مصیبت اور تباہی کا منظر میری آنکھوں کے
سامنے سے گزرا اور میں نے ایسی رہنمائی کے لیئے جس سے اسے روکا جاسکے پرارتھنا
کی ۔ جب سے قسمت اور حالات نے مجھے عوامی معاملات سے وابستہ کر رکھا ہے
تب سے ہی میں آدرشوں کا حامی رہا ہوں ۔ وہ سب کے سب مجھے مٹتے ہوئے نظر
آئے اور اپنی انتہائی مجبوری اور بے بسی کی تصویر میرے سامنے آگئی ۔ کیا ہماری
برسوں کی محنت کا یہی پھل ہے ۔ کیا ہم اسی لیئے باپو کے پیرو کہلانے پر اتنا فخر
کرتے رہے ہیں ۔ ہمیں مادی واقعات پر قابو حاصل کرنا ہے لیکن ان سے بھی
بڑھ کر ہمیں ان غیر مادی حالات پر بھی قابو حاصل کرنا ہے جو لوگوں کے دل و دماغ
پر حاوی ہیں ۔ ہمیں خوف و ہراس اور تعصب سے واسطہ پڑا ہے بہت سے مقامات
پر خوفناک واقعات ہوتے ہیں جن کی خبریں سُن کر بہت سے لوگ غصّے سے بھڑک
اٹھے ۔ اس وقت یہ لازمی ہو گیا کہ ہم یا تو اس کو روکنے کے لیئے آخری کوشش
کریں یا یقینی طور پر تباہی کے غار میں چلے جائیں ۔ اس سے سرکاری خط و کتابت
میں بہت دیر لگتی تھی اور ان کا نتیجہ کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا ۔ یہ بالکل ضروری
ہو گیا تھا کہ ذاتی طور پر کوئی کوشش کی جائے اور صورت حالات اور مسائل
پر آمنے سامنے بات چیت کی جائے اور ان کو حل کرنے کی امکانی کوشش کی
جائے لہذا میں نے پاکستان کے پردھان منتری کو دہلی آنے کی دعوت دی اور
انھوں نے عنایت کر کے اس دعوت کو قبول کر لیا ۔ سات روز تک ہم نے
بنگال کی صورت حالات پر اور دوسرے معاملات پر غور و خوض کیا جنہوں نے بھارت

اور پاکستان کے تعلقات کو زہر آلودہ بنا رکھا ہے۔ اپنے ملکوں کی قسمت کے متعلق ہم دونوں پر بڑی بھاری ذمہ داریاں تھیں اور کروڑوں لوگوں کی قسمت کا فیصلہ اس بات چیت پر تھا۔ یہ نہ صرف ایک سیاسی یا اقتصادی معاملہ ہی تھا بلکہ لازمی طور پر یہ ایک ایسا انسانی مسئلہ تھا جو بے شمار انسانوں کی زندگیوں اور ان کی ایسی مصیبتوں سے تعلق رکھتا تھا جن کا کوئی اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔

یہ مسئلہ صرف بنگال ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ حقیقت میں سارے بھارت کے متعلق ہے اس کی بازگشت بھارت اور پاکستان کی حدود کے پار بھی سنائی دی اور یہی وجہ تھی کہ تمام دنیا کی نظریں اس کانفرنس اور اس کے نتائج پر لگی ہوئی تھیں۔

x x x x x

معاہدے میں واضح اعلان کیا گیا ہے کہ اقلیتوں کو بلا لحاظ مذہب و ملّت تمام شہری حقوق حاصل ہوں گے یعنی جان و مال تمدن عزّت و آبرو کے تحفظ کا مکمل یقین اپنے ملک میں نقل و حرکت کی پوری آزادی مذہب تقریر اور پیشہ اختیار کرنے کی آزادی۔ ملک کی پبلک زندگی میں شرکت کرنے کے پورے مواقع اور سیاسی یا کسی دیگر عہدے کا تقرر اس کے علاوہ انہیں ملک کی فوجی یا سول پولیس میں ملازمت اختیار کرنے کے مکمل حقوق حاصل ہوں گے۔

جیسا کہ ہاؤس کو معلوم ہے یہ تمام حقوق ہمارے آئین میں درج ہیں۔ اور اس لئے یہ ضروری نہیں تھا کہ ان کو دہرایا جاتا لیکن ان کا دہرانا ضروری خیال کیا گیا۔ کیونکہ لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو رہے تھے اور ان کا کئی بار اظہار بھی کیا گیا کہ پاکستان کی حکومت فرقہ دارانہ خیال پر مبنی ہے اور اس وجہ سے وہ اپنی اقلیتوں کو مساوی شہری حقوق دینے کی قائل نہیں ہے۔ پاکستان کے پردھان

منتری نے اس خیال کی پُر زور تردید کی اور بیان کیا کہ جو دستور وہ بنا رہے ہیں اس
میں وہ تمام حقوق جو ہمارے آئین میں درج ہیں مندرج کرنے کا ان کا ارادہ ہے۔
حقیقت میں ان کا ذکر قرار داد مقاصد میں بھی آیا ہے جو کہ پاکستان کی مجلس آئین
ساز منظور کر چکی ہے انہوں نے اس بات کا یقین دلایا کہ ان کی سرکار آجکل کی
جمہوری ریاست پر ایمان رکھتی ہے بلکہ موجودہ زمانے کے حالات میں ریاست کی کوئی
اور شکل ہو ہی نہیں سکتی نیز معاہدے کے حصہ الف میں اس بات کا یقین دلایا گیا ہے۔

ہم نے اپنے ملک کو ایک سیکولر سٹیٹ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس کے
بعد لوگوں میں یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ ہماری ریاست کا مسلک مذہب یا اخلاق
کے خلاف ہے۔ ہمارے ملک کے کچھ گمراہ لوگوں نے فرقہ پرست طرز حکومت کا بھی
مطالبہ کیا ہے لیکن جہاں تک اس ہاؤس اور ہمارے ملک کے عوام کی اکثریت کا
تعلق ہے۔ ہم نے قطعی طور پر غیر مذہبی سٹیٹ کے عقیدے کو اپنا لیا ہے اور ہم اس
پر پوری طرح کاربند رہیں گے اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی شخص کی نجی زندگی میں مذہب
کی اہمیت ختم ہو گئی ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ملک اور مذہب ایک دوسرے
سے وابستہ نہیں ہیں۔ سیدھے سادے الفاظ میں یہ موجودہ جمہوری رواج کے بنیادی
نظریے کی نکہداشت ہے جس کی رو سے مذہب کو ریاست سے الگ رکھا جاتا ہے لیکن
ہر مذہب کی مکمل حفاظت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ معاہدے میں پاکستان کے پردھان
منتری نے یہ بات صاف کر دی ہے کہ ان کے ملک کی بنیاد بھی انہی جدید جمہوری نظریوں پر ہے۔

معاہدے کا حصہ ب خاص طور پر پوربی بنگال۔ پچھمی بنگال۔ آسام اور
تری پورہ کے نکاسیوں کے متعلق ہے۔ ہم نے ان نکاسیوں کے لئے اس چیز کا انتظام
کر دیا ہے کہ وہ آزادی اور حفاظت سے آجا سکتے ہیں اور اپنے ساتھ حسب خواہش

اپنا ذاتی سامان گھریلو اشیا اور زیورات لے آئیں یا لے جائیں وہ اپنے ساتھ مقررہ حد تک نقدی بھی رکھ سکتے ہیں اس کے علاوہ ان کو یہ بھی اجازت ہے کہ وہ اپنے زیورات یا نقدی کسی بنک میں جمع کرا دیں۔ بعد میں اس کے زیورات کے انتقال کے لیے ضروری سہولیات بہم پہنچائی جائیں گی۔ نقدی کی صورت میں تبادلہ زر کے قواعد کے تحت ان کی نقدی کو بھی ان کے جائے مقام کو منتقل کرنے کی سہولتیں دی جائیں گی۔

محصول لینے والے افسروں اور دیگر ایسے عملے کی طرف سے لوگوں کو پریشان کرنے کی بہت سی شکایات سُنی گئی ہیں اس کی روک تھام کے لیے یہ فیصلہ ہوا ہے کہ محصول کے متعلقہ دفتروں میں دوسری حکومت کے میل ملاپ والے افسر مقرر کیے جائیں۔

اگرچہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے کی آزادی کا انتظام کیا گیا ہے پھر بھی معاہدے میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ نکاسی جب چاہیں اپنے گھروں کو واپس جا سکتے ہیں۔

اگر وہ اس سال کے آخر یعنی ۳۱ دسمبر ۱۹۵۰ء تک واپس چلے گئے تو انہیں اپنی غیر منقولہ جائداد مکان اور زمین واپس ملے گی ایسے نکاسی کی صورت میں جو واپس نہ جانے کا فیصلہ کرے غیر منقولہ جائداد پر اس کا حق بدستور قائم رہے گا اور اسے اس جائداد کو بیچ سکنے کا یا اس کا مبادلہ کرنے کا حق حاصل ہو گا۔ اس سلسلے میں ایسی جائداد ٹرسٹیوں کے تحت رکھنے کے انتظامات کیے جائیں گے جو اس کا کرایہ وصول کیا کریں گے اور اس غرض کے لیے ضروری قانون منظور کیے جائیں گے۔

اس آخری دفعہ یعنی غیر منقولہ جائداد کا حق ملکیت اور اسے بیچنے یا مبادلہ کرنے کے حق کا اطلاق ان تمام نکاسیوں پر ہو گا جو ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

سے پوربی بنگال یا پچھمی بنگال یا آسام کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں اس طرح اس دفعہ میں وہ پندرہ لاکھ بے گھر لوگ شامل ہیں جو گذشتہ ڈھائی برسوں میں پوربی بنگال چھوڑ کے آئے ہیں اس دفعہ میں وہ نکاسی بھی شامل ہیں جو فرقہ دارانہ فسادات کی وجہ سے بہار سے پوربی بنگال چلے گئے ہیں -

معاہدے کے حصہ ج کا تعلق حالات کو معمول پر لانے - مجرموں کو سزا دینے جرمانہ کرنے اور خاص عدالتیں قائم کرنے سے ہے - اس میں یہ بھی درج ہے کہ مغویہ عورتوں کی واپسی کے لئے خاص جماعتیں قائم کی جائیں اور ایسے لوگوں کو سزائیں دی جائیں جنہوں نے جبراً لوگوں کا مذہب تبدیل کروایا ہے - میں ہاؤس کو خاص طور پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ قرار پایا ہے کہ فرقہ دارانہ فسادات میں ہر تبدیلی مذہب کو مذہب کی جبری تبدیلی مانا جائے گا -

تجویز پایا ہے کہ ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا جائے جو فسادات کی وجوہ کی چھان بین کر کے انہیں آئندہ روکنے کے لئے سفارشات پیش کرے مزید یہ بھی درج ہے کہ فرقہ دارانہ جذبات کو بھڑکانے کی غرض سے جو خبریں بھیجی جائینگی ان کو روکنے کے لئے فوری موثر اقدام کئے جائیں - دونوں ملکوں میں کسی بھی ملک میں ایسے پراپیگنڈے کی اجازت نہیں دی جائے گی جس کا مقصد جنگی جذبات بھڑکانا ہو یا جو دوسرے ملک کی علاقائی سالمیت کے خلاف ہو -

یہ تمام چیزیں خاص طور پر پوربی اور پچھمی بنگال اور آسام پر لاگو ہوتی ہیں لیکن اس میں سے کچھ حصہ پاکستان اور بھارت کے ہر حصے پر لاگو ہوتا ہے -

دونوں ملکوں نے ایک ایک وزیر کو ان علاقوں میں رہنے کے لئے انتخاب کرنے کا فیصلہ کیا ہے - ان مرکزی وزیروں کی ذمہ داری یہ ہوگی کہ وہ

لوگوں میں اعتماد پیدا کریں تاکہ بے گھر لوگ پھر سے اپنے گھروں کو واپس آجائیں۔
اس کے علاوہ ان کے ذمے اس معاہدے کو تکمیل کرانے کی ذمہ داری بھی ہوگی۔
یہ بھی تجویز پایا ہے کہ پوربی بنگال اور پچھمی بنگال کی وزارتوں میں اقلیتوں کے
نمائندے شامل کئے جائیں۔

اس معاہدے کو عمل میں لانے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ پوربی بنگال
پچھمی بنگال اور آسام میں اقلیتوں سے متعلق کمیشن مقرر کئے جائیں۔ مرکزی
وزیروں کو ان کمیشنوں کی کسی بھی میٹنگ میں شامل ہونے کا اختیار ہوگا اور
ان میں کوئی بھی دو کمیشنوں کی مشترکہ میٹنگ بلا سکتا ہے۔ ان کمیشنوں کی ذمہ داری
یہ ہوگی کہ وہ اس معاہدے کو عملی جامہ پہنائیں اور وقتاً فوقتاً اپنی اپنی رپورٹ پیش کریں۔
مرکزی وزیروں کی کسی سفارش کی حمایت کرنے پر اس کے مطابق عمل کیا
جائیگا۔ اگر دو مرکزی وزیروں میں کسی بات پر اتفاق نہ ہو تو معاملہ بھارت اور
پاکستان کے پردھان منتریوں کو پیش کیا جائے گا۔ جو یا تو اس معاملے کو خود حل
کریں گے یا اس کے فیصلے کے لئے خاص ایجنسی اور ضابطہ مقرر کریں گے۔

x x x x x

میرے خیال میں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ اس معاہدے سے فوری طور پر وہ
کشیدگی کسی قدر دور ہو جائیگی۔ جو کچھ مدت سے چلی آرہی تھی۔ اگرچہ بنگال اور آسام
کی تمام مشکلات صرف اس معاہدے سے حل نہیں ہو جائیں گی لیکن اس سے وہاں
کے کروڑوں اشخاص کو صرف فوری سکون ہی حاصل نہیں ہوگا بلکہ مستقبل کے لئے
وہ بڑی امیدیں پیدا کردے گا اور یہ بات پاکستان اور بھارت کی حکومتوں نیز
عوام پر منحصر ہے کہ وہ اس امید کی شعاع کو کس طرح سورج کی پوری روشنی

میں بدل سکتے ہیں۔

اس مسئلے کے بہت سے پہلو ہیں۔ لیکن سب سے ضروری نفسیاتی اور انسانی پہلو ہے۔ ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ لوگوں کے لئے اپنے وطن میں آ کر رہنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو گیا ہے اور اس وجہ سے بہت سے لوگوں نے خوف و ہراس کی زندگی بسر کرنے کے عوض اپنا مال و اسباب چھوڑ کر دُور دراز جگہوں پر جانے کو ترجیح دی ہے۔ باوجود عام معاہدوں کے اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ جب تک لوگوں کے دلوں سے خوف بالکل دُور نہ ہو جائے اور ایسے پُر امن حالات پیدا نہ ہو جائیں کہ وہ اپنی زندگی بے خوف و خطر گزار سکیں۔

معاہدہ اس منزل میں ایک قدم کی حیثیت ہی رکھتا ہے اور اس کے بعد کئی اور قدم اٹھانے پڑیں گے۔ خاص کر زندگی کے حالات میں تبدیلی ضروری امر ہے۔ اس معاہدے کی رُو سے بھارت اور پاکستان کی سرکاروں نے یہ ذمہ لیا ہے کہ وہ ایسے قدم اٹھائیں گی اور مجھے یقین ہے کہ ہاؤس اس بڑے کام میں پوری طرح ہمارا ساتھ دے گا۔ اس پر ہمارے کروڑوں ہموطنوں کے مستقبل کا مدار ہے اس موقعے پر میں پوربی اور پچھمی بنگال اور آسام کے لوگوں سے خاص طور پر اپیل کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے ان دردناک حالتوں میں سب سے زیادہ مصائب برداشت کئے ہیں۔ اس معاہدے پر عمل درآمد سے انہی کا زیادہ تعلق ہے تمام بھارت میں نہ صرف ان سے ہمدردی کا ہی اظہار کیا گیا ہے بلکہ بہت سے طریقوں سے اس کا ثبوت بھی دیا گیا ہے ان کا مفاد سارے ملک کا مفاد بن گیا ہے۔ جہاں تک شرنارتھیوں

کا تعلق ہے بھارت سرکار نے ان کی فلاح و بہبود کے لئے غیر محدود ذمہ داریاں لی ہیں۔ ہم بلاشبہ اپنی حیثیت کے مطابق ان بدنصیب لوگوں کی دیکھ بھال اور ان کی بحالی کے لئے کوشش کریں گے لیکن ظاہر ہے کہ اس بڑے مسئلے کا یہ تسلی بخش حل نہیں ہے۔ اس کا واحد حل تو یہی ہے کہ جہاں کہیں بھی وہ رہیں ان کے رہنے سہنے کے لئے موافق حالات پیدا کئے جائیں۔ اس کا واحد حل اس درندگی اور غیر انسانی چلن کو ختم کرنا ہے۔ جو ان چند ہفتوں میں ہم نے دیکھا یہ قطعی بات ہے کہ ہم تشدد آمیز سرگرمیوں اور غیر انسانی چلن کی حمایت نہیں کریں گے۔ یہ ملک کے عوام یا انسانیت کی خدمت کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ یہ تو قوم کو کمزور کرنے اور پستی کی طرف لے جانے کا راستہ ہے۔

ایک آزاد قوم کی حیثیت سے ہماری مختصر سی تاریخ پاکستان سے کشیدہ تعلقات اور ان سے پیدا ہونے والے جھگڑوں کے سائے میں گھری رہی ہے انہیں جھگڑوں کے نتیجے کے طور پر بنگال میں مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا اور ہم ایک ایسی حالت تک پہنچ گئے جو پہلے سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ اس حد پر ہم نے اپنے آپ کو روک لیا اور آگے جانے سے انکار کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی ہماری بہتری ہے۔ اس قول اقرار کو پورا کرنے اپنے تمام مسائل کو خیر سگالی اور معقولیت سے حل کرنے اور پچھلے ڈھائی سال کے زہر آلود ماحول کو ختم کرنے کے لئے ہمیں اتنا ہی کام کرنا ہے جتنا کہ پاکستان کی حکومت اور پاکستان کے عوام کو۔
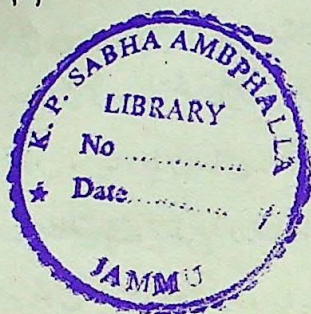
## مسٹر لیاقت علی خاں وزیر اعظم پاکستان کی اس تقریر کا اقتباس جو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں ۱۰ را پریل کو کی گئی.

اس معاہدے پر نگاہ ڈالنے سے ظاہر ہوگا کہ اس کی دو شکلیں ہیں ۔ ایک عمومی ہے اور ایک خصوصی۔ عمومی لحاظ سے اس میں اقلیتوں کے بنیادی حقوق کا تذکرہ ہے۔ فرقہ وارانہ فسادات فرو کرنے کے اقدامات بتائے گئے ہیں ۔ اور وضاحت کی گئی ہے کہ اگر ایسے فسادات کسی وقت بھارت یا پاکستان کے کسی حصّے میں ہوئے تو انھیں موثر طریق پر کس طرح فرو کیا جا سکتا ہے۔

جہاں تک اس کی خصوصی حیثیت کا تعلق ہے معاہدے میں مغربی بنگال آسام، تری پورہ اور مشرقی بنگال کا ذکر ہے۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جہاں یہ فسادات ابھی تک ہو رہے ہیں اُن پر کس طرح قابو پایا جائے ۔ مزید برآں یہ کہ اعتماد کی بحالی کے لئے ضروری حالات پیدا کر کے اقلیتوں کے نکاس کو روکا جائے۔ پناہ گزین اپنے اپنے وطن کو لوٹ جائیں اور ان مقاصد پر عمل درآمد کے لئے مشینری قائم کی جائے۔

معاہدے میں جن بنیادی حقوق کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس قرارداد

مقاصد کے مطابق ہے جو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے مارچ ۱۹۴۹ء میں منظور کی تھی۔ ان حقوق میں بلا لحاظِ مذہب ہر فرد کے لئے کامل مساوی حقوقِ شہریت، جان و مال۔ ذاتی آبرو اور کلچر کا تحفظ اور قانون اور عوامی اخلاقیات کے مطابق پیشے۔ تقریر اور عبادت کی آزادی کے حقوق شامل ہیں۔ دونوں حکومتوں نے اس عہد کو دوہرایا ہے کہ تمام اقلیتوں کو ان حقوق کے حصول کی ضمانت دی جاتی ہے۔ اور یہ کہ اقلیت کے فرقوں کے ہر فرد کو عوامی زندگی میں حصّہ لینے۔ سیاسی اور دوسرے عہدوں پر تقرر، اور ملک کے سول اور فوجی شعبوں میں ملازمت کے اکثریت والے فرقے کے مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔ ساتھ ہی ایک نہایت اہم اصول کی دوبارہ تصدیق کی گئی ہے، اور وہ یہ کہ اقلیتیں صرف اپنے ہی ملک اور اپنے ملک کی حکومت کی وفاداری اور اطاعت کی پابند ہیں۔ اور یہ کہ اُن کو اپنی شکایات کے ازالے کے لئے اپنی حکومت سے ہی رجوع کرنا چاہیئے۔ اس عہد کے اعادے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ دونوں ممالک میں زیادہ تر سیاسی اور فرقہ وار غلط فہمی اس بنیادی اصول کو قبول کرنے میں ناکامی کا نتیجہ ہے۔

فرقہ وارانہ فسادات کو روکنے اور اُن پر قابو پانے کے لئے دونوں حکومتوں نے عمومی عمل درآمد کے جو اقدامات منظور کئے ہیں وہ یہ کہ جو لوگ دوسروں کے جان و مال پر جارحانہ حملے کریں اور دوسرے اخلاقی جرائم کے مجرم قرار پائے جائیں اُنھیں سزا دی جائے۔ جہاں ضرورت ہو وہاں اجتماعی جرمانے عائد کئے جائیں۔ ایسی خبروں اور غلط فہمی پھیلانے والی آرا کی نشر و اشاعت اخبارات یا ریڈیو کے ذریعے یا کسی فرد یا جماعت کی

طرف سے نشر و اشاعت، روکی جائے۔ اور اس طرح کی نشر و اشاعت کرنے والوں کو سزا دی جائے۔ ایسا پروپیگنڈا نہ کرنے دیا جائے جو دونوں میں سے کسی بھی ملک کی علاقائی سالمیت کے خلاف ہو یا جو دونوں ممالک کو جنگ پر آمادہ کرنے والا ہو، اور ایسا پروپیگنڈا کرنے والے افراد یا اداروں کے خلاف صحیح اور موثر اقدام کیا جائے۔

اس معاہدے کی عمومی حیثیت والی اہم دفعات میں یہ امور بھی شامل ہیں کہ زبردستی تبدیل مذہب کو تسلیم نہ کیا جائے، اور چھینی ہوئی عورتوں کی بازیابی میں امداد کے لئے ایک ادارہ قائم کیا جائے۔

معاہدے کا جو حصہ مغربی بنگال۔ آسام۔ تری پورہ اور مشرقی بنگال کے حالات کے متعلق ہے اُس میں کئی خاص دفعات رکھی گئی ہیں۔ جو مذکورہ بالا عمومی دفعات کے اضافے کے طور پر نافذ ہوں گی۔ یہ خصوصی دفعات موجودہ پُر آشوب حالات کے پیش نظر ضروری تھیں۔ جن کے باعث حالیہ وسیع نقل آبادی ہو رہی ہے۔ اس ضمن میں سب سے اہم پاکستان اور بھارت کی حکومت کا یہ فیصلہ ہے کہ دو وزیروں کو جن میں ایک حکومت پاکستان کا اور دوسرا بھارت کی حکومت کا وزیر ہو گا۔ متاثرہ علاقوں میں بھیجا جائے گا اور وہ ضروری وقت تک وہاں رہیں گے۔ تاکہ اعتماد بحال ہو جائے۔ پناہ گزینوں کو اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے میں سہولت حاصل ہو، اور عمومی طور پر یہ کہ معاہدے کی دفعات پر عمل درآمد میں مدد ملے۔ یہ دونوں وزراء قریب تر تعاون کے ساتھ کام کریں گے۔ اور مجھے کامل اُمید ہے کہ وہ اپنی پس پشت حکومتوں کے اختیار کے ساتھ اپنے

معزز مشن کی تکمیل میں جلد کامیاب ہو جائیں گے۔

ایک اور اہم اقدام جس پر دونوں حکومتیں متفق ہوئی ہیں یہ ہے کہ مغربی بنگال، آسام اور مشرقی بنگال کی حکومتوں میں اقلیت والے فرقوں سے ایک ایک وزیر لیا جائے گا۔ مغربی بنگال اور مشرقی بنگال میں موجودہ صوبائی اقلیتی بورڈ توڑ دیئے جائیں گے۔ اور مغربی بنگال، آسام اور مشرقی بنگال میں اقلیتی کمیشن قائم کئے جائیں گے۔

ہر ایک کمیشن میں متعلقہ صوبائی یا ریاستی حکومتوں کا ایک ایک وزیر اور اکثریت اور اقلیت والے فرقوں کا ایک ایک رکن ہوگا۔ جسے صوبائی یا ریاستی اسمبلی میں متعلقہ نمائندے اپنے میں سے منتخب کریں گے۔ یہ کمیشن معاہدے پر عملدرآمد کی نگرانی کریں گے۔ اس کے بارے میں رپورٹ پیش کریں گے اور سفارشات کی بنیاد پر اختیار کئے جانے والے اقدامات کے متعلق مشورہ دیں گے۔ دونوں مرکزی وزرا کمیشنوں سے رابطہ قائم رکھیں گے۔ اور کمیشنوں کے اجلاسوں میں شریک بھی ہوا کریں گے۔

مرکزی وزرا کی متفقہ سفارشوں پر بھارت اور پاکستان کی حکومتیں عام طور پر عملدرآمد کریں گی۔ ان مرکزی وزیروں میں اتفاق نہ ہوسکنے کی صورت میں بھارت اور پاکستان کے وزراء اعظم اس عدم اتفاق کو سلجھانے کے طور طریقے سوچیں گے اور فیصلہ کریں گے۔ جب موجودہ ہنگامی حالات باقی نہیں رہیں گے تو پھر ان وزرا کی خدمات کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔

دونوں حکومتیں وسیع پیمانے پر ترکِ وطن کے خلاف ہیں۔ پھر بھی جو لوگ

جانے کے خواہش مند ہوں گے اُن کے راستے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی جائے گی۔ اسلیئے نقلِ وطن کرنے والے کے لیئے آزادی نقل و حرکت، اثنائے راہ میں تحفظ اور کسٹم کی خصوصی نوعیت کی مزید مراعات کا عہد کیا گیا ہے۔ نقلِ وطن کرنے والے کی غیر منقولہ جائداد کی ملکیت اور زمین کے قبضے کے حقوق میں کوئی رخنہ نہیں ڈالا جائے گا۔ اس کی غیر منقولہ جائداد اُسے واپس کردی جائے گی۔ بشرطیکہ وہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۵۰ء تک یا اس سے پہلے اپنے اصل وطن میں واپس آجائے۔ جہاں اس جائداد کی واپسی ممکن نہ ہوگی۔ وہاں متعلقہ حکومت ان نقلِ وطن کرنے والوں کی آبادی اور بحالی کے لیے اقدامات اختیار کرے گی۔ غیر منقولہ جائداد کی فروخت متبادلہ یا کسی دوسرے طریق پر اُسے ٹھکانے لگا دینے کا حق تسلیم کیا گیا ہے۔

مغربی بنگال، آسام، تری پورہ اور مشرقی بنگال کی حکومتیں تازہ قانون کے تحت علیحدہ کمیٹیاں قائم کریں گی جن میں اقلیتوں کے تین تین نمائندے ہوں گے اور اُن کا صدر متعلقہ حکومت کا نمائندہ ہوگا۔ یہ کمیٹیاں نقلِ وطن کرنے والے مالک جائداد کی طرف سے کام کریں گی، اور قانون کے مطابق اس کی غیر منقولہ جائداد کا کرایہ جمع کریں گی۔ ایسے انتظام کا اطلاق چاروں علاقوں سے ترکِ وطن کرنے والے ان اشخاص کی غیر منقولہ جائداد پر ہوگا۔ جو موجودہ فساد سے پہلے مگر ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کے بعد گھر چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کا اطلاق ان لوگوں کی جائدادوں پر بھی ہوگا جو صوبہ بہار سے فرقہ وارانہ فساد یا ایسے فساد کے خطرے کے باعث نقلِ وطن کر کے مشرقی بنگال آگئے ہیں۔

معاہدے میں ایک دفعہ یہ بھی رکھی گئی ہے کہ ہر ایک حکومت ایک علیحدہ تحقیقاتی کمیشن قائم کرے گی، جو حالیہ فساد کی وجوہ اور اُن کی نوعیت کے بارے میں رپورٹ پیش کرے گا۔ اور فرقہ وارانہ فساد کے اعادے کو روکنے کی غرض سے سفارشات پیش کرے گا۔

× × × × ×

بنیادی حقوق کا دوبارہ تعین دونوں ممالک میں ان حقوق کے اقلیتوں پر اطلاق کی دوبارہ توثیق، اور ان حقوق کے عمل کے لئے دونوں حکومتوں کی قطعی ضمانت سے تمام متعلقہ اصحاب کو ایک گونہ اطمینان ہو گا۔ جو لوگ ایک اسلامی ملک کا مفہوم صحیح معنوں میں نہیں سمجھ سکتے وہ وقتاً فوقتاً اس خدشے کا اظہار کرتے رہتے ہیں کہ ایسی ریاست مذہبی اقتدار والی ہو گی، اور جو اقلیتیں اس ملک میں بستی ہیں اُنکے بارے میں مساوی معیار حقوق اور شہریت کے اصول اس کی پالیسی کی بنیاد نہیں رہ سکیں گے۔ ایسے خدشے قطعی بے بنیاد ہیں۔ ایسے خدشوں کا اظہار اقلیتوں والے فرقے کے اطمینانِ قلب کے لئے باعث نقصان ہے جس کسی نے پاکستان دستور ساز اسمبلی کی منظور کردہ قراردادِ مقاصد کا مطالعہ کیا ہے اس پر واضح ہو گا کہ اسلامی ریاست کے تصور کی بنیاد لامحالہ ملک کے تمام باشندوں کی بلاتمیز مذہب آزادی، مساوات اور مجلسی انصاف پر ہے۔ ساتھ ہی اکثریت اور اقلیت والے فرقوں کے کلچر اور طریقِ زندگی کی محافظت لازم ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ اب اس قسم کی باتیں بند ہو جائینگی۔ کہ پاکستان ایک مذہبی ریاست ہے۔ جہاں تمیز مذہب موجود رہے گی۔

× × × × ×

عام حالات پیدا کرنا اور فساد پھر پھوٹ پڑنے کے امکان کو دور کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرنا ہر ایک حکومت کی اہم ذمہ داریوں میں شامل رکھا گیا ہے۔ کسی ملک کی علاقائی سالمیت کے خلاف ایسے پروپگنڈا کو روکنا جس کا مطلب جنگ کی برانگیختگی ہو اور ایسا پراپگنڈا کرنے والے افراد یا جماعت کے خلاف فوری اور موثر اقدامات اختیار کرنا دونوں حکومتوں کے ذمے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ پر عمل درآمد انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

میں آخر میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ معاہدہ میرے اور وزیر اعظم بھارت کے درمیان گہرے غور و خوض کے بعد اور پیش آمدہ مسائل کے حل کے متعلق ہم دونوں میں سے ہر ایک زاویہ نگاہ کے فائدہ بخش جائزے کے جذبے سے عمل میں آیا ہے۔ مجھے یقین ہے اور اسی طرح بھارت کے وزیر اعظم کو بھی یقین ہے کہ اگر اس معاہدے پر پوری طرح عملدرآمد ہوا تو اس سے وہ خوف و خطر دور ہو جائے گا جو اس وقت بھارت اور پاکستان پر چھایا ہوا ہے۔

بھارت کے وزیر اعظم سے میری جو بات چیت ہوئی ہے اس سے مجھے تسلی ہوئی ہے کہ وہ اس امر کے لئے ہر ممکن اقدام کریں گے کہ بھارت کے ہر حصے میں اقلیت کی جان، مال، کلچر، تمدن اور دوسرے حقوق کا مکمل طور پر تحفظ کیا جائے۔ مجھے اُمید ہے کہ بھارت کے وزیر اعظم بھی اس امر سے مطمئن ہوں گے کہ میں پاکستان میں اس امر کے لئے ہر ممکن اقدام کروں گا۔ میرا قطعی ارادہ ہے کہ اس معاہدے پر پورا پورا عمل کروں۔ میں اس مہم میں دونوں ملکوں کے رائے عامہ کے لیڈروں اور خیر سگالی والے اصحاب اور بالخصوص سرحد کے دونوں جانب کے اخبارات سے تعاون کی درخواست کرتا ہوں۔ ہم میں سے کسی کو بھی ایسی

بات نہیں کرنی چاہیے جس سے ہمارے ذمے آئے ہوئے مشکل اور اہم ترین کام کی تکمیل میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہو۔ کوئی بے بنیاد حملہ یا بے معنی اقدام اس توازن کو اس طرح بگاڑ دے گا کہ آنے والی نسلیں بھی اسے درست نہ کر سکیں گی۔ میں اس معاہدے کو بھارت اور پاکستان کے درمیان ایک نئی مفاہمت کا پیش رو سمجھ رہا ہوں۔

اس معاہدے پر عمل کے تجزیے اور مشترک ضرورت کے دوسرے مسائل پر غور کے لئے میرے اور وزیر اعظم بھارت کے درمیان وقتاً فوقتاً ملاقاتیں ہوتی رہیں گی۔ بھارت اور پاکستان کے مفاد اور بے شبہ امن عالم کے مفاد کے تقاضے کے مطابق یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے تمام متنازعہ فیہ مسائل پُر امن طریقہ سے حل کر لیں اور دونوں ممالک کے درمیان دوستی اور بہتر ہمسائیگانہ تعلقات کی تقویت کے لئے کوشش کریں۔

---



(گلاب چند کپور اینڈ سنز - دہلی - ۱۹۹ - ۵۰۰۰۰)